میرے والد میرے مربی

حضرت مولانا عبدالغنی شہیدؒ

مولانا حافظ محمد یوسف

اللہ رب العزت نے دین متین کی حفاظت واشاعت اور خدمت کیلئے اس جہاں میں بے شمار نابغہ روزگار ہستیاں پیدا کی ہیں، جنکی خدمات کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ انہی عظیم اور قابل فخر ہستیوں میں سے ایک عظیم انسان اور خادم دین وملت میرے والد میرے مربی شیخ الحدیث والتفسیر الحاج حضرت مولانا علامہ عبدالغنی شہید نوراللہ مرقدہ بھی تھے، آپ کی مبارک زندگی کے مکمل حالات بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں اور نہ ہی اتنے مختصر وقت میں ممکن ہے، اس کے لئے عرصہ دراز چاہئے، مختصر وقت میں چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالغنی شہیدؒ بروز بدھ ستائیس (۲۷) ذی قعد ۱۴۳۲ھ بمطابق چھبیس اکتوبر ۲۰۱۱ء کو بوقت صبح ۹ بجے حسب معمول درس حدیثِ نبوی وتخصص کیلئے اپنی درسگاہ دارالحدیث جامعہ اسلامیہ بائی پاس روڈ چمن کیلئے روانہ ہوئے۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ چمن کوئٹہ شاہراہ پر مخالف سمت سے آنے والی موٹر کار آپؒ کی کار سے ٹکرا گئی، چند ہی لمحوں میں شہادت کی سعادت حاصل کر لی اور ہمیں یتیم کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپؒ کی شہادت کی خبر پورے پاکستان اور افغانستان میں جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پھیل گئی۔ آپؒ کے لاکھوں عقیدتمند اور شاگرد دیوانہ وار آہ وزاری کرتے ہوئے جامعہ کے وسیع وعریض میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ صبح نو ۹ بجے سے سہ پہر چار بجے تک کے قلیل وقت میں آپؒ کے لاکھوں معتقدین کا جمع ہونا آپ کی کرامات میں سے ہیں۔ ہر طبقہ اور جماعت کے لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ جنازہ گاہ میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ ساڑھے چار بجے نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیثؒ ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ کو چمن اور بولدک کے درمیان ریگستان میں ایک بزرگ رہنما امیر عالمؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نہایت متقی اور زاہد انسان تھے۔ حضرت شیخؒ نے ابتدائی تعلیم

چمن کے مشہور عالم اور قاضی مولوی محمد حنیفیاؒ سے حاصل کی۔ تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں درسی کتب کا آغاز چمن کے مشہور عالم دین اور بزرگ شخصیت مولانا محمد نور صاحبؒ فاضل دیوبند کی سرپرستی میں ان کی مدرسے سے کیا۔ دوسال تک یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ قندھار چلے گئے۔ وہاں پر مشہور عالم دین مولانا محمد صدیقؒ سے قطبی، شرح جامی اور بدیع المیزان وغیرہ پڑھے۔ عمر کے سولھویں سال کے اوائل میں آپ قندھار سے کوئٹہ تشریف لائے اور مولانا عبدالعزیز مرحوم کی زیرِ نگرانی ھدایہ اولین، شرح الوقایہ، ملاحسن، سلم العلوم اور دیگر کتابیں پڑھیں، سترھویں سال میں پھر چمن تشریف لائے اور اپنے استاد مولانا نور محمد صاحب مرحوم کے مدرسہ میں میرزاہد، ملا جلال، مختصر المعانی اور حسامی وغیرہ پڑھے۔

اٹھارہ سال کی عمر تقریباً ۱۳۷۸ھ میں بمطابق ۱۹۵۹ء کی ابتداء میں زیارت حرمین شریفین کا سفر نصیب ہوا۔ حج کیلئے رخصتی کے وقت استاد محترم مولانا محمد نور صاحبؒ نے تلقین فرمائی کہ زم زم کا پانی نوش کرتے وقت ربی زدنی علماً زیادہ پڑھنا۔ اس تلقین کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپؒ قوتِ حافظہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ بلاشبہ آپؒ اپنے وقت کے حافظ ابن حجرؒ تھے۔ کم سنی میں حج کی سعادت حاصل کرنے کی وجہ سے اہل چمن میں ''حاجی صاحب'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

حج سے واپسی کے بعد اگلے سال تقریباً ۱۹۶۰ء کو بیس سال کی عمر میں اساتذہ کرام کے مشورے سے خصوصاً مولانا محمد نور صاحبؒ اور قاری غلام نبیؒ بانی مدرسہ تجوید القرآن کوئٹہ کے حکم سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور تشریف لے گئے۔ دارلعلوم حقانیہ پاکستان کے مدارس میں صفِ اول کا مدرسہ تھا اور علوم عربیہ کیلئے ایک منبع کی حیثیت رکھتا تھا چار سال تک دارالعلوم حقانیہ میں مقیم رہے اور علمی پیاس بجھاتے رہے اس دوران گھر والوں سے بھی رابطہ نہ ہوسکا۔ بقول شاعر:

آں کس کہ ترا شناخت جہاں راچہ کند فرزند و عیال وخاناں راچہ کند

۱۹۶۵ء میں شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالحق حقانیؒ اور مولانا عبدالحلیم صاحبؒ سے دورہ حدیث کیا۔ دوران تعلیم خیالی، قاضی، حمداللہ وغیرہ مغلق اور مشکل کتابیں طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ جو کتابیں دوران تعلیم رہ گئیں تھیں وہ چارسدہ میں شیخ حسن جان شہیدؒ کے والدگرامی مولانا محمد اکبر جانؒ اور ان کے بھائی مولانا رحمان الدینؒ اور خود شیخ حسن جانؒ سے بھی پڑھیں۔ فراغت کے بعد واپس وطن تشریف لائے، پیر علی زئی کی مسجد ملکان میں امامت وخطابت سے ابتدا کی۔ تدریس اور امامت وخطابت کا یہ سلسلہ کچھ عرصہ جاری رہا پھر کوئٹہ شہر میں مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ میں ایک سال مدرس رہے۔

۱۹۷۲ء میں آبائی شہر چمن میں مستقل قیام ہوا اور محلہ کی مسجد میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر

دیا۔اس دوران مختلف فنون کی کتب پڑھاتے رہے۔۱۹۹۷ء میں بائی پاس روڈ سے متصل پانچ ایکڑ کے رقبے پر ایک عظیم دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی، جس میں ابتدا سے انتہا تک تقریباً ساری درسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور خود آپؒ نے دورہ حدیث پڑھانے کی ذمہ داری سنبھالی اور خوب سنبھالی۔ ہر سال آپؒ کے درس میں پانچ سو سے زائد طلبہ دورہ حدیث کرتے اور فیض یاب ہوتے۔ اللہ کرے یہ چمن یوں ہی آباد رہے۔ آمین

اللہ رب العزت نے میرے والد میرے مربی کو اس جہاں میں وہ عزت اور شہرت بخشی جو شاید بہت کم لوگوں نصیب ہوئی ہو۔ علمی زندگی ہو یا سیاسی و جہادی، اپنی مثال آپ تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر رہے۔ دو مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر رہے۔ جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام آل پاکستان فقہی مجلس کے امیر مقرر ہوئے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب حضرت شیخ شہیدؒ کے بارے میں فرماتے کہ ''یہ جمعیت کیلئے کتب خانہ ہیں۔''

آپؒ کی اتنی خدمات ہیں جن کا شمار نہیں۔ بلوچستان کی ہر تقریب، ہر محفل، ہر مجلس اور ہر جلسہ آپؒ کے بیان سے منور ہوتا۔ جب کسی محفل و تقریب میں تشریف لے جاتے تو سارے لوگ استقبال کیلئے کھڑے ہو جاتے آپؒ کی شرکت کے بغیر ہر تقریب پھیکی پھیکی نظر آتی۔ پورے بلوچستان میں شاید کوئی ایسا علاقہ نہ ہو جہاں آپؒ کے بیان سے لوگ مستفیض نہ ہوئے ہوں۔ ہر جلسہ میں جاتے اور ہر ایک کیلئے آپؒ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ ہر طبقہ اور قوم کے لوگ مسائل کے حل کے لئے آپؒ کے ہاں تشریف لے جاتے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو وہ چٹکیوں میں حل کر دیتے۔ آپؒ کے ہاں مشکل مسئلہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

جہاد افغانستان میں بھی آپؒ کا کردار قائدانہ تھا۔ مجاہدین ہوں یا طالبان سب ہی آپؒ کی خوبیوں کے معترف تھے۔ وہ ہمیشہ اسلامی جماعتوں اور تحریکوں کو اتحاد و اتفاق کا درس دیتے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد بھی آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور قوت ایمانی کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

ہائے افسوس! آپؒ کی رحلت سے آج ہمارا چمن اجڑ گیا ہے، ہم یتیم ہو گئے، آپؒ کا قائم کردہ اسلامی مدرسہ اور دارالحدیث خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ آہ! اب ہماری علمی پیاس کون بجھائے گا؟ ہمارے علمی مسائل کون حل کرے گا؟ ہمارے سر پر شفقت کا ہاتھ کون رکھے گا اور ہماری محفلیں کون آباد کرے گا؟ آہ! ہمارے چمن کا رکھوالی ہمیں اکیلا چھوڑ کر کوچ کر گیا......

اللھم اغفر له وارحمه واعف عنه

☆......☆......☆